بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کی قدر کیجیے!

ہندوستان میں انتہا پسند ہندو جماعت کی حکومت کا بننا اور امریکہ جیسی ''سپریم پاور'' میں شیطانی نظریات و ایجنڈے کے اعلانیہ علمبرداروں کا برسرِ اقتدار آنا مسلمانانِ عالم کے لیے باعث تشویش ہے۔ ہندوستان وامریکہ کے مسلمان اپنے مذہبی تشخص کے حوالے سے واضح طور پر ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک امریکی کمیونٹی میں مسلمان گھرانوں میں پھرائے گئے سرکلر سے اس ذہنی کیفیت سے آگاہی ہوتی ہے جس سے وہاں کے مسلمان دوچار ہیں۔ اس سرکلر کے زہریلے الفاظ ملاحظہ فرمایئے:

Dear Terrorist Bitch, We are writing to you as the newly organized Neighbourhood Town Watch. We understand that you currently wear a scarf on your head, and we would like to put you on notice that this will no longer be tolerated in our neighborhood.

Now that the America is great again, we would like to offer you two opportinities to avoid any consequences of your poor previous decisions. First, you can take radical attire off and live like all Americans. Or, your second option, you can go back to the God Forsaken land you came from. America is Great Again. (Neighborhood Town Watch).

یہ اور اس قسم کے بعض دوسرے مہیب اندیشوں کے حوالے سے ایک نکتہ نظر تو یہ ہے کہ یہی عوامل اقوامِ عالم میں امریکہ کی اخلاقی برتری کو ختم کر کے اس کے زوال کا باعث بنیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس انجام سے پہلے عالمِ اسلام پر کیا کیا افتاد پڑے، کیسے کیسے ظلم و بربریت کے مراحل درپیش ہوں اور شیطانی کھیل کیا کیا رُخ دکھائے۔ تاہم ایمان کی بات یہی ہے کہ: ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران)

البتہ ایک دوسرا پہلو جس کا ہمیں بہت شدت سے احساس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بسا اوقات اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دِگرگوں حالات —— خاص طور پر دینی و مذہبی اعتبارات سے —— بعض لوگوں کے اندر ایسے مایوسی اور نا امیدی کے احساسات پیدا کر دیتے ہیں کہ نادانستگی میں انہیں پاکستان کے وجود و بقاء ہی سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ بقول شاعر: ؎

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو!

اور ؎

اسلام کو گر تیری فضا راس نہ آئے
اے میرے وطن تجھ کو کوئی آگ لگائے!

اور یہ خیال شیطانی وسوسہ بن کر مسلط ہو جاتا ہے کہ پاکستان کو وجود میں آئے زمانہ ہوگیا۔ نہ اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی کہیں دکھائی پڑتا ہے اور نہ ہی حریت و اخوت و مساوات کے اعلیٰ نمونوں کا کوئی سراغ ڈھونڈے سے ملتا ہے۔ معلوم نہیں یہ اسلامی مملکت ہے بھی یا نہیں۔ یہی سوچ اور وساوس اس بات میں بھی شبہات پیدا کر دیتے ہیں کہ جو لوگ اس سرزمین کی سرحدوں کی حفاظت میں جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں انہیں مرتبہ شہادت بھی ملے گا یا نہیں......وغیرہ وغیرہ۔

مذہبی اعتبار سے یہ احساس انتہا پسندانہ نظریات کے فروغ کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ انہی احساسات کو مہمیز دے کر مسلمانوں کی داخلی شیرازہ بندی کو منتشر کرنا اعداء الدین و اعداء المسلمین کی خواہشات میں سرفہرست ہے۔ چنانچہ اس بات کی وضاحت اہلِ علم کے ذمہ ہے کہ جس ملک میں مسلمان حکمران ہو اور عوام کی اکثریت بھی مسلمانوں پر مشتمل ہو —— لیکن وہاں اسلامی شریعت کا قانونی اور عدالتی سطح پر نفاذ نہ ہو تو کیا ایسے ملک کو اسلامی مملکت قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح یہ بھی واضح کرنا علمائے امت پر لازم ہے کہ ایسے ملک پر اگر کفار و مشرکین حملہ آور ہو جائیں تو کیا مسلمان عوام پر سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت لازم ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس راہ میں جان کی بازی لگا دیں وہ شہید ہیں یا نہیں؟

اس میں شک نہیں کہ خارجی حالات کے اعتبار سے صورتحال اور نوعیتِ معاملہ میں عارضی اور جزئی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جس سے نفسِ مسئلہ پر اہلِ علم کی رائے بھی بدل سکتی ہے‘ جیسے کہ ۹/۱۱ سے پہلے اور بعد کے حالات میں بعض اعتبارات سے فرق ہے‘ تاہم متذکرہ بالا سوالات اپنی جگہ دائمی حیثیت کے حامل ہیں اور ان کے بارے میں واضح موقف قائم کرنا دینی و ملی اعتبار سے انتہائی ضروری ہے۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ اس اہم اور نازک معاملے میں صرف ایسے اہلِ علم کی آراء کو ہی قابلِ التفات گردانا جا سکتا ہے جن کی علمی استعداد و صلاحیت اور دیانت مسلّم ہے۔ اور ایسے ’’موسمی علماء‘‘ سے اجتناب لازم ہے جو حالات کے وقتی دباؤ سے متاثر ہو کر انتہائی نتائج تک پہنچنے میں غیر ضروری مستعدی دکھائیں اور دینی و فکری پراگندگی کا باعث بنیں۔ ایسے نام نہاد اہلِ علم کی سب سے واضح شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے فکری مخالفین کو بکاؤ مال اور سرکاری درباری علماء قرار دے کر اپنے موقف میں وزن پیدا کرنے میں عافیت اور کامیابی ڈھونڈتے ہیں۔

ویسے تو یہ بحث گہرے تفکر و تفقہ کی محتاج ہے‘ البتہ سردست ایک واضح موقف ایسا دستیاب ہے جس سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری مراد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی رائے سے ہے جو مختلف کتابوں میں مذکور ہے۔ مولانا تھانویؒ کے مطابق اسلامی مملکت کی تعریف یہ ہے کہ جس ملک کا حکمران مسلمان ہو اور وہ اسلامی قانون نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو‘ چاہے وہ کتنا ہی گنہگار ہو‘ تو وہ ملک اسلامی

قانون کے مطابق اسلامی مملکت ہے‘ چاہے وہ مسلمان فرماں روا‘ مسلم امیر المومنین یا سلطان بڑی حکومتوں سے ڈر کر یا اپنے ملک کی بغاوتوں سے ڈر کر یا اپنی ایمانی کمزوری یا بشری کمزوری کی وجہ سے اسلامی قانون نافذ نہ کرتا ہو‘ لیکن اس کو اسلام نافذ کرنے کی قدرت ہے تو اس قدرت کی بنا پر وہ مملکت اور سلطنت شریعت کی رو سے اسلامی سلطنت کہلائے گی[1]۔ اس موقف کی رُو سے ظاہر ہے پاکستان اسلامی مملکت ہے اور اسی لیے اگر اس کی ایک انچ زمین کی حفاظت کے لیے بھی کوئی جان دے گا تو وہ شہید کہلائے گا۔[2]

اس واضح موقف سے دلیل کی بنیاد پر علمی اختلاف اہلِ علم کا حق ہے—— ایسے اہلِ علم جن کی علمیت و دیانت مسلّم ہے۔ تاہم ہمارے خیال میں جو بھی اختلافی رائے سامنے آئے گی اس کی حیثیت اجتہادی رائے کی ہی ہوگی جس سے فریقین کی آراء کی اہمیت و وُقعت متاثر ہونے والی نہیں۔ آج پاکستان جن داخلی و خارجی محاذوں پر سرگرمِ عمل ہے‘ ان حالات میں پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے ساتھ ساتھ جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت بھی ہم پر فرض کے درجے میں ہے۔ دینی اعتبار سے تمام تر ناگفتہ بہ حالات کے باوصف اس سرزمینِ پاک کے نقصان پر خوشی منانے والے نادان اور انتہا پسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ ہندوستان‘ بنگلہ دیش‘ میانمار اور دیگر بہت سے مسلم اور غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کی حالتِ زار سے عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خدانخواستہ پاکستان کی سلامتی پر آنچ آئی تو یہاں کے مسلمان بھی گاجر مولی کی طرح ذبح کرنے پر گردن زدنی قرار پائیں گے۔ اسلام کے اصولِ حریت واخوت ومساوات کا عملی نمونہ تو دور کی بات ہے‘ نماز روزے کے بھی لالے پڑ سکتے ہیں۔ اور ایسے میں نظامِ خلافت کی بات کرنا تو درکنار‘ خواب دیکھنا بھی قابل دست اندازیٔ پولیس بن سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس مخصوص معاملے میں فکری انتشار کو خالص علمی بنیادوں پر دور کیا جائے اور پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت پر تمام مکاتبِ فکر کو یکسوئی کے ساتھ جمع کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے!

❀❀❀

---

(۱) اس بات سے قطع نظر کہ ایسی ناقص اسلامی مملکت میں حقیقی اور کامل نظامِ شریعت کا نفاذ اُسی طرح ضروری ہے جیسے ایک فاسق وفاجر کلمہ گو کے لیے صالح صاحبِ ایمان بننا ضروری ہے۔

(۲) بحوالہ ’’اسلامی مملکت کی قدر و قیمت‘‘ از مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ۔ صفحہ نمبر ۳۴

اپنے ذاتی اوقات میں سے کم از کم نصف گھنٹہ نکال کر ’’بیان القرآن‘‘ کے ترجمہ وترجمانی کا ضرور مطالعہ کریں‘ آپ یقیناً مستفید ہوں گے۔ (ان شاء اللہ!)